رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

[illegible]

[illegible]

Digtized by Khilafat Library

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | ۲۲- اگست ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق ۱۰ شوال ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۶

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت کی صحت۔ بعض موسمی عوارض کی وجہ سے کبھی کبھی ناساز ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے اور ہر طرح سلامت باکرامت رکھے آمین

خاندان نبوت میں عام طور پر خیریت ہے۔ برسات کے دنوں میں بستی کے قریباً چاروں طرف جو پانی کھڑا ہو جاتا اور صحت عامہ کے حق میں مضر پڑتا ہے اس کے خراب اثرات کے انسداد کی ضرورت پر حضرت کو توجہ ہوئی ہے انشاء اللہ عنقریب مناسب تدابیر عمل میں لائی جائینگی۔ حضور نے مقامی خدام کو اس بارہ میں زبانی کچھ ہدایات دی ہیں۔

بٹالہ سے قادیان تک کی پختہ سڑک اور سلسلہ تار کی اشد ضرورت کا بھی حضرت کو خاص خیال ہے اس کے متعلق بھی باضابطہ کارروائی خدا چاہے جلد ہی شروع ہو جائیگی۔

مہمانوں میں جو اندنوں وارد قادیان ہوئے۔ میاں محمد علی صاحب کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے جو آپ ڈیڑھ دو سال قبل ازراہ اخلاص

اخبار احمدیہ

ظفروال سے اخویم مکرم مفتی محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ریل میں چند جنٹلمینوں کے ساتھ سلسلہ حقہ کے متعلق بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ لاہور ویٹرنری کالج کے ایک پروفیسر صاحب پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ایک صاحب عبدالحق وکیل نامی گوجرانوالہ تک مسئلہ نبوت پر بحث کرتے رہے آخیر میں اصرار کرنے لگے کہ آپ یہاں ایک روز میرے پاس ٹھہریں میں آپ سے اور باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا اب میرا ظفروال جانا ضروری ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اس معاملہ میں مولوی مبارک علی صاحب سے گفتگو ہوا کرتی تھی مگر اب وہ تو کچھ ہمارے ہی ہمخیال ہو گئے ہیں اسواسطے میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اسکی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ مسیح موعود کا غیر نبی ہونا خود انہیں بھی پسند نہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کے نبی ہو جانے کے متعلق تشفی چاہتے تھے۔

موودہا (مشرقی بنگال) سے مولوی عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کی یہاں پر سخت مخالفت کی جاتی ہے۔ لوگ بات سننے کے روادار نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک شخص شیخ جمال الدین نامی کو حق کے سننے کی توفیق دی ہے۔ اور اس نے سلسلہ کے اغراض و مقاصد کو سنا اور انکی تصدیق کی۔ وہ چشتیہ صابریہ فرقہ میں سے ہے اس کے پیر و مرشد سے بھی گفتگو ہوئی۔ جب اس نے اپنے مرشد کو گفتگو میں کمزور پایا تو ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ اور اب کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ اور اب وہ سلسلہ میں داخل ہو گیا ہے۔ اور حضرت فضل عمر کی بیعت بھی کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرماوے۔

ایراسٹیٹ ضلع کیمرٹی سے محمد عبداللہ صاحب احمدی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲- اگست کو ایک جلسہ میں گورنمنٹ عالیہ

[illegible]

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا۔

کی فتح کے لئے دُعا کی گئی ۔ حاضرین جلسہ میں ایک مولوی محمد ضیا صاحب بھی تھے ۔ جو اچھے ذی علم اور علوم عربیہ سے واقف ہیں ۔ انکو وضاحت سے احمدیت کی تبلیغ کی گئی ۔ اور وفات مسیح آیات قرآنیہ سے ثابت کی گئی ۔ اور حضرت مرزا صاحب کے دعاوی مفصل طور پر سُنائے گئے ۔ حضور علیہ السلام کی پیشگوئیاں جو موجودہ واقعات کے متعلق تھیں بالتفصیل سمجھائی گئیں ۔ مولوی صاحب نے میری کسی بات کی تردید نہ کی ۔ اور کہا کہ یہ سب باتیں درست ہیں ۔ اور چند آیات اپنے علماء کے سامنے پیش کرنے کے لئے مجھ سے لکھ کر لے گئے اللہ تعالیٰ انہیں قبول حق کی توفیق بخشے ٭

تحریک دعا ۔ رنگون سے میاں محمد حسین صاحب کرنج ضلع جالندھر سے میاں امام الدین صاحب ۔ گھمیاڑ سے اخویم غلام مصطفےٰ صاحب اپنے اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ٭

لودھران سے میاں محمد سلطان صاحب لکھتے ہیں کہ عید کے دن خطبہ بفضل خدا نہایت کامیابی سے ہوا ۔ بہت سے مخالفین بھی آگئے تھے ۔ بعض نے چند سوالات بھی کئے جن کے تسلی بخش جواب دئے گئے ۔ الحمد للہ کہ پانچ آدمی داخل سلسلہ ہوئے اور دو نے بیعت خلافت کی ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطاء فرمائے ٭

شاہدرہ سے منشی مولا داد صاحب اپنا ایک رویاء لکھتے ہیں کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ مدت سے طاعون ہمارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے ۔ اور پیچھا نہیں چھوڑتی ۔ پہلے اس کے کہا کہ حدیث میں یہ پیشگوئی آتی ہے کہ مسیح موعود کے منکروں پر طاعون آئے گی ۔ اور یہ آپ کا ایک نشان ہے ۔ اس کے بعد اس نے کہا میں اسپر غور کرونگا ۔ احباب کو واضح رہے کہ منشی مولا داد صاحب ان سعید روحوں میں سے ہیں ۔ جو قادیان سے لاہور چلی گئی تھیں ۔ اور جن کا ایک مضمون بھی پیغام میں نکلا تھا ۔ اب پھر بیعت خلافت کر چکے ہیں ٭

لکھنؤ سے مکرم دوست محمد عثمان صاحب لکھتے ہیں کہ رسالہ پسر موعود اور برکات خلافت کو پڑھا ۔ اس کے پڑھنے سے حضرت فضل عمر کی عجیب شان نظر آتی ہے ۔ واقعی حضرت فضل عمر مسیح موعود کے وہی بیٹے ہیں ۔ جن کی بشارت سبز اشتہار میں ہے ٭

شیخ علی محمد صاحب ٹنگوی حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک پرانے مخلص دوست عرصہ سے بیمار ہیں ۔ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ٭

زیرہ سے رستم علی صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں عیدگاہ میں احمدی احباب نے گورنمنٹ عالیہ کی فتح کے لئے دُعا کی ٭

خبریں

جنگ

ڈیلی ایکسپریس کا نامہ نگار جنیوا بیان کرتا ہے کہ دریائے بگ کے دائیں کنارے پر روسی لائن توڑنے کی ناکام کوشش میں جرمن اپنے بہت سے آدمی قربان کر رہے ہیں ۔ مرکز حرب میں سپاہ روس کی پسپائی بڑی خونریزی کے ساتھ ہوئی ۔ جس کے ایک جوابی حملہ میں دو گھنٹہ کے اندر پرنس لیوپولڈ کے دس ہزار آدمی مارے گئے ۔ روسی توپخانہ کی شدت آتشباری حال ہی میں زور پکڑ گئی ہے ۔ صوفیا سے ایک نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ بلغراد کی جدید گولہ باری اور نیز ڈنیوب کی دوسری لڑائیاں صریحاً بلقان کے ڈپلومیٹک واقعات سے تعلق رکھتی ہیں ۔ تازہ پیغامات تار مرسلہ وزیر ہند بنام حضور وائسرائے سے پایا جاتا ہے کہ آسٹرو جرمن افواج بریسٹ لٹووسک کی جانب بڑھنے لگی ہیں ۔ روسی مراسلے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیکب سٹیٹ یا ڈوینسک کی طرف کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے ۔ کوونو کی گولہ باری برابر بشدت جاری ہے ۔ جرمن اس کی مغربی قلعہ بندیوں پر حملے کر رہے ہیں ۔ دریائے نارو اور بگ کے درمیان خونریز مقابلے ہو چکے ہیں اور غنیم مقام برانسک کے نواح تک پہنچ گیا ہے جو بخط مستقیم لومزا اور بریسٹ لٹووسک کے بیچوں بیچ واقع ہے ۔ جرمنوں نے بگ کا رستہ مشرق کیجانب بھی زبردستی نکال لیا ہے ۔ اٹالین محاذ پر توپخانہ خوب مصروف پیکار ہے ۔ اور کوہ ایلپس کی وادیوں میں بھی کچھ ترقی کی ہے سربی افواج کا بیان ہے کہ انہوں نے بلغراد سے دریائے ڈنیوب کے اس پار غنیم کے توپخانوں کو خاموش کر دیا ہے ایک جرمن آبدوز نے ساحل کمبرلینڈ پر کئی جگہ فائر کئے دو جگہ آگ بھی لگ گئی تھی مگر جلدی ہی بجھا دی گئی ۔ کوئی نقصان جان نہیں ہوا ۔ ڈنمارک کا ایک جنگی وقائع نگار جو پولینڈ میں آسٹرو پولش

کے ساتھ تھا تار خبر دیتا ہے کہ وہ جہاں جاتے ہیں ۔ آتشزدہ دیہات کے شعلوں سے اُفق سرخ نظر آتا ہے ۔ بربادی فصل اور لوٹ کھسوٹ کے حالات بھی نہایت افسوسناک ہیں ۔ روسیوں نے جنگلوں کو آگ لگا دی ۔ اس وجہ سے لکڑی کا بھی قحط پڑ گیا ہے اور غنیم کو بڑی مشکلات کا سامنا ہے ۔ وبائے ہیضہ ہر جگہ پھیلتی جاتی ہے ۔ آسٹرو جرمن محاذ جوں جوں روسی رقبہ ہائے مدافعت کے قریب ہوتا جاتا ہے ۔ لڑائی زیادہ شدت پکڑتی جاتی ہے اور آئندہ چند روز میں مزید شدت کا خدشہ ہے ۔ روسی اپنے پیچھے دشمن کے لئے کچھ نہیں چھوڑتے ۔ اس وقت ریگا اور بیالوسٹک سے ان کے فوجی لوگ تمام قیمتی سامان لئے چلے جا رہے ہیں ۔ جرمنوں نے جب لومزا پر قبضہ کیا تو اسے بھی خالی پایا تھا جو صرف ۳ روز کی گولہ باری میں تسخیر ہو گیا ۔ [illegible]

(بقیہ از صفحہ ۸ کالم ۲)

میرے دوست مسٹر یال کی بھی یہ خواہش ہے ۔ اور انگلستان وغیرہ ممالک یورپ میں اس کی ضرورت بھی ہے ۔ میں خود بھی اس کام کو پسند کرتا ہوں ۔ علاوہ ازیں ان ممالک کے لوگ ایک یورپین کی زبان سے اس دعوت کو زیادہ توجہ کے ساتھ بھی سُنیں گے ۔ میں اپنے دل میں اسبات کی ایک تڑپ پاتا ہوں کہ اور سب باتیں چھوڑ چھاڑ کر اس کام کے سر ہو جاؤں کہ اپنے اہل وطن کو خدا کا رستہ بتلاؤں میں بفضلہ تعالیٰ ایک اچھا پبلک سپیکر (مقرر) ہوں ۔ مسٹر یال سے پہلے پہل میری ملاقات ہائیڈ پارک میں لیکچر دیتے ہوئے ہی ہوئی تھی ۔ جبکہ میں سپرینٹو پر تقریر کر رہا تھا اسپرینٹو اس نو ایجاد بین الاقوامی زبان کا نام ہے جو مدبران یورپ نے اپنے مشترکہ کاروباری معاملات میں بطور ایک عالمگیر زبان کے مستعمل ہونے کے لئے گذشتہ چند سال میں اختراع کی ہے ۔ اور برادر محمد سلیمن اس زبان کے اچھے ماہر ہیں (ایڈیٹر) میں اور بھی بہت سے مضامین پر لیکچر دے چکا ہوں .. .. .. فی الحال راڈویل کا ترجمہ قرآن مطالعہ کر رہا ہوں اگر مجھے فرصت اور موقعہ ملا تو میری دلی تمنا ہے کہ عربی زبان بھی سیکھوں ۔ جتنی جلدی جلدی ہو سکے خط لکھتے رہا کریں ۔ والسلام

آپکا مخلص ۔ دستخط (محمد سلیمن)

اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے ۔ اور تمہارا حافظ و ناصر ہو اور سچائی کے رستہ پر قائم رکھے ۔ وہ رستہ جسپر حضرت احمدؐ نے قدم مارا ہے آمین ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ اگست سنہ ۱۹۱۵ء

بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا

یوسفؑ را بفروشند تا چہ خرند!؟

قرآن مجید کی اصطلاح میں شرک ظلم عظیم ہے۔ لیکن افترا علی اللہ اور تکذیب آیات اللہ بھی ایسا بھاری ظلم ہے کہ خدا تعالٰے فرماتا ہے مفتری اور مکذب سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو ان ہر سہ اقسام ظلم میں ایک قریبی تعلق بھی ہے وہ یہ کہ جو شخص شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی رنگ میں حقوق اللہ کو نظر انداز کرتا اور جس تعظیم و تکریم تسبیح و تقدیس اور اکرام و احترام کے لائق **ایک ہی ذات** پاک ہو سکتی ہے۔ اس کا حق دار اپنے عمل سے ماسوی اللہ کو ٹھہراتا ہے۔ اسی طرح جو شخص خدا پر افترا کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی سفلی غرض یا نفسانی جذبہ ہوتا ہے جس کی برگذاشت میں مبالغہ کرتے کرتے اندھا ہو کر وہ **خشیۃ اللہ** کو بھی بالائے طاق رکھدیتا اور ایسے سنگین گناہ کے ارتکاب پر دلیر ہو جاتا ہے۔ تو جب اس نے اپنی خواہشات نفس کے پیچھے پڑ کر الٰہی ہیبت و جلال تک کا خیال دل سے محو کر دیا پھر وہ پرلے درجہ کا ناحق کوش خدا فراموش اگر مشرک نہیں تو کون ہوا؟ علٰے ہذا جب کوئی بدنصیب خدا تعالٰے کے کسی **مامور** کو جھٹلاتا اور اس کی صداقت کا انکار کرتا ہے تو اس تکذیب و انکار کی تہ میں ضرور کوئی نہ کوئی اس قسم کی وجوہات ہوتی ہیں کہ ایک ناخدا ترس مشرک ہی انہیں عظمت و اہمیت دے سکتا ہے ورنہ متقی و پرہیزگار۔ خدائے واحد کا سچا پرستار تو بڑے سے بڑے فوائد و مقاصد رضائے الٰہی کے مقابلہ میں بطیب خاطر **قربان** کرنیکو مستعد ہو جاتا ہے۔ اور جب ان فانی اغراض و توقعات کا جو مولیٰ کی راہ میں قدم مارنے سے مزاحم ہوتی ہوں۔ ذرا بھی خیال اس کے دل میں آئے نہیں نہیں بلکہ پورے زور اور انتہائی طاقت کے ساتھ ان کی کشش اسے کھینچ کر کے اپنی طرف کھینچتی ہے تب بھی یہ ایک پرسرور استغنا کے ساتھ

اللہ اکبر

کہکر ان سب پر خاک ڈالتا اور کہتا ہے کہ اگر میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے تو اس کے آگے یہ آنی اور فانی لذت یا منفعت یا عزت جو دنیا دیسکتی ہے **چیز کیا ہے**؟ دارین میں وہ کونسی بڑی سے بڑی آلاء و نعماء اور مرغوب و مطلوب بخشائشیں ہیں جن پر وہ منعم حقیقی قادر نہیں؟

اس امتحان کے وقت نفس و شیطان کی تلقین یہ ہوتی ہے کہ فلان و فلان تعلقات بڑے زبردست ہیں۔ اگر تونے اس (حق) کو قبول کیا تو وہ ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کا مضبوط ایمان کہتا ہے **کچھ پروا نہیں** میرے مولا کی بندگی ہر بڑائی سے بالاتر ہے۔ پھر وہی لعین اس کے دل میں ڈالتا ہے کہ میرے فلان و فلان عظیم المنفعت کاروبار کا تعلق تو سرتاسر انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو میرے ایمان و اعتقاد میں کسی انقلاب کیا **ادنیٰ تبدیلی** کو بھی ہرگز ہرگز بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتے اور اگر ان سے کسی قسم کی بے لطفی یا بگاڑ ہوا تو زندگی کے سارے متعلقات میں بڑی بھاری ابتری و بے اطمینانی اور ناگوار تلخکامی راہ پا جائیگی۔ موجودہ وقار و اعتبار۔ خوشحالی و فراغبالی کی جگہ پرلے درجہ کی **متبذل حالت** میں دن کٹنے پڑینگے۔ اگر اپنے ذاتی عیش و تنعم اور وجاہت و ثروت میں کسی طرح کا فرق نہ آئے تو قریبی علائق کو بھی انسان رفتہ رفتہ بھول جاتا ہے لیکن ہم چشموں میں بے توقیری فضیحت اور تباہی کا خدشہ اچھے اچھے بھاری بھرکم۔ بلند ہمت اور بیدار مغز اہل الرائے کو

امتحان ایمان میں فیل

کرا دیتا ہے۔ مگر وہ جسکا ایمان نوک زبان پر نہیں بلکہ جسم کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ کمال عزم و استقلال سے حضرت احدیت کے سہارے پر قائم رہتا اور بڑے قابل رشک وقار سے بلاتامل بول اٹھتا ہے۔ کہ اگر اپنے مولیٰ کریم سے **صلح** نہ کی تو شاہنشاہی بھی **ہیچ** ہے۔ اُس **یار یگانہ** کا دامن چھوڑ کر مجھے کس چیز سے فلاح ہو سکتی ہے؟ نہیں نہیں میں ہرگز ایک پر کاہ کی بھی وقعت نہ دونگا ان سفلی اسباب اور ملحوظات کو۔ جن سے بدرجہا بڑھکر میرا مولیٰ میرے لئے پیدا کر سکتا ہے اور جن کے ہوتے ہوئے بھی انسان **جیتے جی** کے جہنم میں رہتا ہے اگر اس نے مسبب الاسباب سے صلح نہ کرلی ہو۔

غرض صاحب ایمان اور دشمن ایمان کی کشمکش ایک معرکۂ عظیم اور سخت جنگ ہوتی ہے جس میں طرفین سے ہزارہا [illegible] ایک **خون** ہوتے ہیں لیکن اس کا مآل کار نہایت حیرت افزا ہے۔ اگر خدا تعالٰے کے فضل و توفیق سے اول الذکر کو غلبہ حاصل ہو جائے تو یہ ایسا **فوز عظیم** ہے کہ دنیا کی کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ سرخروئی و بلند نامی کبھی بصورت دیگر اس کی گرد کو نہیں پا سکتی۔ کیونکہ فاتح جو کچھ اس جنگ میں کھوتا ہے اس سے کہیں زیادہ یہاں پا لیتا ہے اور **وہاں** کے انعام و اکرام کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ برخلاف اس کے اگر انسان دشمن ایمان سے مرعوب ہو جائے اور اس عالم گذشتنی و گذاشتنی کو عزیز رکھکر **فکر فردا** کو پس پشت ڈالدے۔ تو اس کا انجام خسر الدنیا والآخرۃ ہوتا ہے کیونکہ عقبےٰ کی مصالح کو تو وہ خود ہی قربان کر چکا ہوتا ہے لیکن اپنے مالک و کارساز حقیقی کے ساتھ بگاڑ کر کے وہ دنیا میں بھی ہرگز ہرگز فلاح یاب نہیں ہوتا۔

مامورانِ الٰہی کے ظہور کا زمانہ بھی اپنے ساتھ بڑے بڑے عجائبات لئے ہوتا ہے۔ لیکن آہ! بہت تھوڑی آنکھیں ہیں جو انہیں دیکھ سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ انہی لوگوں کو دکھائی دیتی ہیں جنکے دل سفلی شان و شکوہ سے مرعوب نہیں ہوتے۔ جو خدا کے فرستادوں کو قبول کرنے میں بڑی سے بڑی مزاحمتوں یا مخالفانہ **ترغیبات** کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ جو ان برگزیدوں میں ہو کر خدا تعالٰے سے وہ **کچھ** پاتے ہیں کہ اور کوئی سرکار تا قیامت نہیں دیسکتی۔ برخلاف اس کے جو لوگ تکذیب و انکار کو اپنا شعار بناتے ہیں چونکہ خدا کی نظر میں **ظلم عظیم** کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسواسطے **بئس للظالمین بدلا** کے مصداق۔ دونوں جہاں میں انکا انجام حسرت خیز و عبرت انگیز ہوتا ہے۔ ان کے عقائد (دینی) اعمال، انکی حرکات سکنات انکے اخلاقی معاشرتی حالات ان کے (دنیوی) معاملات غرض ان کے تمام ہی

متعلقاتِ حیات پر رفتہ رفتہ تاریکی گندگی نامرادی و **نحوست** مسلط ہوتی جاتی ہے حتےٰ کہ آخر کار وہ اسی وبالِ انکار میں خسران مبین کا شکار ہو کر خدائی لعنت کے پورے پورے حصہ دار بنجاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ انبیاء و مرسلین کا مقابلہ کرنیوالوں کا تو یہ حشر ہوتا ہی ہے لیکن ان کے **خلفاء** اور دیگر خاصان خدا کے ساتھ بھی ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ **سنت اللہ** ہمیشہ سے یونہی جاری ہے۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ ۔

راجپوتانہ میں مسلمانوں کی درگت

نامہ نگار البشیر لکھتا ہے کہ ریاست الور میں اردو کے سارے مدارس بند کر دیئے گئے کسی درسگاہ میں اردو و فارسی کی کتابیں لانے کی اجازت نہیں۔ تمام مسلمان اہلکار جو پشت ہا پشت سے نمک خوار ریاست تھے نکال دیئے گئے یہی حال بیکانیر وغیرہ دیگر ریاستوں میں ہوا ہے بھرت پور نے سب سے اردو رسم خط کو **بائکاٹ** کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں راجپوتانہ میں بہت سے مڈل اور ہائی سکول ایسے ہیں جن میں مسلمان طالب علم داخل نہیں ہو سکتا خواہ ہر روز گنگا اشنان کر کے بھی آئے اور ایک تازہ واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک معزز افسر کو ایک دیسی ریاست کے مسافرخانہ میں محض اس وجہ سے نہیں ٹھہرنے دیا گیا کہ وہ مسلمان تھا۔ **سوراج** کے شیدائی .... کیا ایسے واقعات سے بھی نہ شرمائینگے؟ اور کیا برٹش راج کے محاسن و برکات کا یقین دلانے کیلئے ان زبردست شواہد کے ہوتے بھی کسی منطقی دلائل کی ضرورت ہے؟ اب تو خیر مشیت الہی کے حکیمانہ تصرفات سے بہتوں کی عقلیں ٹھکانے سر آتی جاتی ہیں لیکن ایک وہ وقت تھا جبکہ خدا کا برگزیدہ **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام تاجِ برطانیہ کی خیر منانا تھا تو دشمنان حق اسے گورنمنٹ کا خوشامدی بتلاتے تھے۔ اب وہی مخالف ہیں کہ جا بجا اسی (معاذ اللہ) خوشامدی کی نقالی ہی میں اپنی خیر سمجھتے ہیں کیا یہ مرزا (علیہ السلام) کی **فتح** نہیں؟ مسلمانو! **یاد رکھو** صادق پر ناحق تہمتیں تراشنے والے نہیں مرا کرتے جب تک کہ خود اسی قسم کے الزام تلے نہ آلیں

کاش اب بھی تمہاری آنکھیں کھلیں اور تم دوست دشمن میں تمیز کر سکو۔

ایک "زبردست دریافت"

اخبارات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ ریاست حیدرآباد میں آثار قدیمہ کے متعلق ایک اہم انکشاف ہوا ہے جو مہاراجہ اشوک کے عہد سے علاقہ رکھتا ہے اشوک حضرت مسیح سے بھی ۴ سو برس پہلے ہند کا حکمران تھا۔ اور اسی تاجدار کے متعلق دو اور دریافتیں ریاست میسور میں بھی ہو چکی ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے بھی کئی سو برس پیشتر کی باتیں اس وقت روشنی میں آرہی ہیں اور جب فرعون موسیٰ کی لاش فالیوم ننجیک ببدنک۔ لتکون لمن خلفک آیۃ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آج تک جوں کی توں موجود رہتی ہے تو یہ کچھ بڑی بات ہے کہ خود حضرت مسیح کی قبر بھی محلہ خانیار کشمیر میں دو اور دو چار کی طرح اہل دنیا پر ثابت ہو جائے کیونکہ اس سے بھی قرآن کریم کی بہت سی اہم صداقتوں کی تائید ہوگی جنہیں **مسیح موعودؑ** نے دنیا پر پیش کیا مگر اس نے بدقسمتی سے انہیں رد کر دیا پس راجہ اشوک کے آثار کیا چیز ہیں؟ جیسی "زبردست دریافت" انشاء اللہ یہ ہوگی کہ دنیا بھر میں اس کی دھوم مچ جائیگی۔ ایک بندہ تو خود اپنی عبد اللہ کا اقراری ہے مگر لوگ ہیں کہ اسے خواہ مخواہ شریک خدائی کر رہے ہیں۔ اور تو اور جس قوم کا پیشوا (صلوٰۃ اللہ علیہ) شرک کو مٹانے آیا تھا وہ بھی اس عبد کو خدائی صفات کا حصہ دار ماننے لگے۔ ادھر یہودیانِ بے باک اسی خیال میں ہیں کہ ہم نے معاذ اللہ اس جھوٹے مدعی نبوت کو صلیبی موت مار کے لعنتی ثابت کر دیا۔ حالانکہ خدا نے اسکو تسلی دی تھی کہ تجھے کاٹھ پر لٹکا کر مارنے کے منصوبہ میں یہ نامراد رہینگے اور میں تجھکو قدرتی موت ماروں گا۔ اور کیا ایک عبد کی موت کو پایہ تصدیق پہنچا کے دو لاکھوں بلکہ کروڑوں عباد کی روحانی زندگی کا سامان بہم پہنچیگی؟ ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ ضرور ایک دن ایسا ہوگا۔ مگر مبارک ہیں وہ جو ایسی اتم بالشان حقائق کے چہرہ سے پردہ اٹھانیوالے واقف اسرار الہی کی اس کے وقت پر شناخت و قدر کریں۔

ایک الہامی پیشگوئی

غیر مبائعین غور کریں!

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ۔ بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد

کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد ۔ بڑھیں گے جیسے باغوں میں شمشاد

خبر تونے یہ مجھکو بارہا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

(نوٹ ملہ۔ بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا۔ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

بیٹا اور محبوب پر غور ہو۔

ان اشعار سے ثابت ہے کہ:-

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک بشارت دی۔

۲۔ اور وہ بشارت اولاد۔ قائم علے الحق اور داعی الی الحق ہے ورنہ وہ بشارت کس طرح ہو سکتی ہے!

۳۔ یہ بشارت فضلوں میں سے ایک فضل ہے۔

۴۔ خدا نے کہا نہ ایک دفعہ بلکہ بار بار یہ خبر دی (گویا یہ اجتہادی بات نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے)

۵۔ یہ بیٹے برباد نہیں ہونگے۔ کیا دنیوی طور پر؟ اس طرح پر تو ہزاروں آدمی ہیں جن کی بہت بہت اولادیں ہیں پس یہ مسیح موعود کے لئے خصوصیت اور بشارت کیا ہوئی

۶۔ ایسی اولاد کس کام کی جو اپنے باپ کے کام کو سنوارنے کی بجائے بگاڑنے والی ہو۔ کیا ایسی اولاد کسی مسرت کسی بشارت کا موجب ہو سکتی ہے؟

۷۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کی اولاد ہرگز برباد نہ ہوگی۔ اس سے یہ مطلب ہے۔ وہ قائم علے الحق اور داعی الی الحق ہوگی اور صرف یہی ایک بات تھی اور ہے اور ہو سکتی ہے جو حضرت اقدس کیلئے موجب بشارت بنے۔

۸۔ ان امور پر غور کر کے آپ اپنے موجودہ طرز عمل کو دیکھیں جب آپ بار بار کہتے ہیں کہ میاں صاحب مع دیگر فرزندان حضور (ع) ایسے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں جو مسیح موعود کے منشائے صریح کے خلاف ہیں اور آپنے جماعت کے کثیر حصہ کو شرک کے تاریک گڑھے میں دھکیل دیا ہے کیا یہ باتیں اپنے دل میں رکھکر حضور مغفور کے مندرجہ بالا الفاظ پڑھتے ہوئے آپکو شرم نہیں آتی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

خطبۂ عید

از حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی

فرمودہ ۱۳۔ اگست سنہ ۱۹۱۵ء

تمام مذاہب میں عید

تمام قوموں میں بعض دن عید کے سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں لوگ اکٹھے ہو کر خوشیاں مناتے ہیں ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ قوم کے مختلف افراد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر وہ کوفت اور تکان جو گذشتہ محنت کے دنوں میں ان کے جسموں پر وارد ہوئی ہے۔ دور کریں۔ اور اس خوشی کے ذریعہ اپنے رنجوں اور دکھوں کو دور کر کے تازہ دم ہو جائیں۔ کیونکہ انسانی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس کے لئے بعض دفعہ بناوٹ کا رنج رنج ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بناوٹ کی خوشی اصل خوشی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر ذرا غمگین چہرہ بنایا جائے تو فوراً طبیعت میں بھی غم آجاتا ہے۔ اور اگر ذرا خوشی کا چہرہ بنایا جائے تو باوجود رنج اور غم کے انسان ہنسنے لگ جاتا ہے۔ اور اس طرح بہت کچھ غم کم ہو جاتا ہے۔ اس لئے عیدیں اور خوشی کے دن لوگوں کی خوشیوں اور غموں پر بہت کچھ اثر ڈالتے ہیں۔ اور لوگ ان کے ذریعہ اپنی مصیبتوں کو کم کرتے ہیں۔ اسی لئے ہر قوم اور ہر ملک میں عید کا رواج ہے۔ حتےٰ کہ افریقہ کے حبشی جن کا کسی مہذب ملک سے تعلق نہ تھا ان کی نسبت بھی معلوم ہوا ہے کہ انکے خاص تیوہار تھے جنہیں وہ خوشیاں کیا کرتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ عید منانا ایک فطرتی تقاضا ہے ◆

عید کی غرض

چونکہ فطرت انسانی چاہتی ہے کہ اس کے بوجھ ہلکے ہوں۔ رنج دور ہوں۔ اور خوشی قائم ہو۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا دن مقرر کیا جاتا۔ جسمیں انسان اپنے غموں کو دُور کر کے یا کم از کم انہیں بھلا کر زینت کے سامانوں سے آراستہ ہو کر خوشی خوشی لوگوں کے ساتھ بیٹھے اور ملے۔ اور خواہ اس کے دل میں کتنا ہی رنج اور تکلیف ہو تو بھی خوشی کا اظہار کرے۔ اس فطرتی تقاضاء کو پورا کرنے کے لئے تمام مذاہب نے عیدیں رکھی ہیں۔ اور اسی غرض کے لئے اسلام نے بھی ◆

اسلام اور دیگر مذاہب کی عیدوں میں فرق

مگر اسلام کی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں ایک بہت بڑا فرق ہے دوسرے مذہب نے تو یہ مدنظر رکھا ہے کہ انسان کی اُمنگیں اور خواہشیں کیا چاہتی ہیں مگر اس بات کو مدنظر نہیں رکھا۔ کہ ان امنگوں کو نیکی اور بھلائی کی طرف پھیرنے کے لئے کونسی بات کی ضرورت ہو۔ اسلام نے اس بات کا بھی خوب خیال رکھا ہے۔ اسلام کی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں اسی طرح کا فرق ہے۔ مثلاً ایک انسان کو بھوک لگے۔ اور بھوک چاہتی ہے کہ پیٹ میں کچھ جائے لیکن ایک شخص اس کے متعلق یہ کرے کہ اس بھوکے کو آگ کے چنے یا تھوہر کے ڈنٹھل کھانے کو دے۔ یا کسی انسان کو جب پیاس لگے تو طبیعت چاہتی ہے کہ کچھ پیئے۔ لیکن ایک شخص اس پیاسے کو گرم کھولتا ہوا پانی یا خون اور پیپ پینے کے لئے دے۔ گو اس شخص کے آگ یا تھوہر کھانے اور گرم پانی یا خون پینے سے بھی بھوک اور پیاس میں کسی قدر کمی آجائیگی۔ کیونکہ گرم اور گندہ پانی بھی پیاس کو کم کر دیتا ہے۔ اسی طرح بھوک کے وقت کچھ کھا لینے سے پیٹ بھر جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس شخص نے اس بھوکے اور پیاسے کو یہ کچھ کھلایا اور پلایا۔ آیا وہ کس قدر دانا اور عقلمند ہے؟ اس کی عقلمندی میں ضرور شک پڑ جائیگا۔ کیونکہ اس نے عارضی اور وقتی علاج تو کیا مگر اس کے لئے ہمیشہ کے واسطے تنور جلا دیا ہے۔ گندی اور خراب چیز کھانے والا گو عارضی طور پر پیٹ بھر لیگا مگر اس کے اثرات سے جو بیماریاں پیدا ہونگی۔ ان کا اسے نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ اسی طرح گندے اور غلیظ پانی سے کسی قدر پیاس تو کم ہوگی۔ مگر اس کے بعد جو بہت سخت بیماریاں لاحق ہونگی۔ انکی تکلیف برداشت کرنی پڑے گی لیکن ایک اور شخص جو کسی کی بھوک اور پیاس کو دیکھ کر بجائے ان چیزوں کے اس کو طیب غذاؤں اور صاف پانیوں سے سیر کرتا اور پیاس بجھاتا ہے۔ واقعہ میں یہ دانا اور عقلمند ہے۔ پس یہی فرق ہے دوسرے مذاہب اور اسلام کی عیدوں میں انہوں نے انسانی خوشی کے فطرتی تقاضاء کو تو سمجھا ہے لیکن اس کو پورا ایسے رنگ میں کیا ہے کہ گو عارضی طور پر وہ ترکیب دل کی آگ بجھانے والی ہے۔ لیکن دراصل دائمی طور پر انسان کو خراب کر دینے والی ہے۔ ہاں اسلام نے جو عید کا طریق رکھا ہے۔ وہ عارضی طور پر ہی اس فطرتی تقاضاء کو پورا نہیں کرتا۔ بلکہ دائمی اور ہمیشہ کی خوشی اور راحت کے سامان بھی مہیا کر دیتا ہے اور یہی فرق ہے اسلامی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں ◆

دیگر مذاہب کی عیدیں

ان کی عیدیں کیا ہوتی ہیں یہی کہ خوب ناچ گانا ہو۔ فحش اور گندے گیت گائے جائیں۔ کھانے پینے کی چیزیں ہوں۔ خرید و فروخت کے سامان ہوں ◆

اسلام کی عید

لیکن اسلام کی عید یہ ہے کہ آؤ بھئی آج بڑی خوشی کا دن ہے ہر روز پانچ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ آج چھ پڑھیں۔ خوشی تو یہ ہوئی کہ کہا کپڑے بدلو۔ عطر لگاؤ اچھے کھانے پکاؤ اور کھاؤ کیوں؟ اسلئے کہ آج تمہیں خدا کی عبادت کرنے کا پہلے سے زیادہ موقع ملا ہے۔ یہی تو عید ہے ◆

مؤمن کی عید

پس خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ مؤمن کی عید یہ ہوتی ہے کہ اللہ اس پر خوش ہو جائے۔ اور جوں جوں مؤمن کو اللہ کے قرب کی راہ ملتی ہے اتنی ہی اس کے لئے عید ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ ہماری دونوں عیدیں بلکہ تینوں عیدیں خدا تعالیٰ نے ایسی ہی رکھی ہیں کہ جن میں عام دنوں کی نسبت عبادت میں کچھ زیادتی کر دی ہے۔ دو عیدیں تو وہ ہیں جو ہمارے ملک میں چھوٹی اور بڑی کے نام سے موسوم ہیں۔ معلوم نہیں چھوٹی اور بڑی کا فرق کس خوردبین سے دیکھا گیا ہے۔ تیسری جمعہ کی عید ہے۔ جمعہ کے دن ایک خطبہ رکھ دیا ہے۔ اور اس طرح نماز کو بڑھا دیا ہے۔ گو فرض چار رکعت کی بجائے دو کر دئے ہیں لیکن خطبہ اور دو رکعت کا وقت ملا کر چار رکعت سے بڑھ جاتا ہے یہ دو عیدیں جو سال میں آتی ہیں انمیں سے ایک تو رمضان کے روزے رکھنے کے بعد آتی ہے۔ اور دوسری عید

ہے جو ایام حج کے بعد آتی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ مومن کی عیدیں اس وقت ہوتی ہیں۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے سامان پیدا کرلے۔

عید نمونہ ہے خدا تعالیٰ نے سال میں دو عیدیں رکھکر گویا نمونہ بتایا ہے۔ دنیاوی گورنمنٹیں بھی نمائشیں کرتی ہیں۔ جن سے انکی یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگوں کو مختلف اقسام کے مال و اسباب دکھلائے جائیں۔ اور ان کو فائدہ اٹھانے کی تحریک کی جائے۔ عیدیں آسمانی بادشاہت کی نمائشیں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نمونہ بنا کر مسلمانوں کی اس طرف راہ نمائی کی ہے کہ اگر تم چاہو تو ہر روز عید کرلو اس لئے مومن کی ہر روز ہی عید ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے۔ اور اگر گنا جائے تو سینکڑوں تک نوبت پہنچتی ہے کہیں صریحاً اور کہیں کنایۃً کہ مومن کی جنت اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے تو عیدیں نمائش ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ نے یہ دکھایا ہے کہ اگر تم خوشی کے دن لینا چاہتے ہو تو اس کا یہی طریق ہے کہ خدا کو راضی کرلو اور جب خدا راضی ہوگیا تو پھر ہر روز عید ہی عید ہے پس عیدیں اس بات کا نمونہ ہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کے قرب کے راستے تلاش کرے۔ اور جب کسی نے خدا کو راضی کر لیا تو جتنا بھی وہ خوش ہو اور فخر کرے بجا ہے اور جیسی کچھ بھی زینت کرے درست ہے۔ کیونکہ جس پر خدا خوش ہوگیا اُسے کونسا غم اور رنج رہ سکتا ہے تو مومن کی عید یہی ہے کہ خدا کی رضاء کے طریق تلاش کرے کسی مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عید کا دن نہیں ہو سکتا کہ اُس دن خدا اسپر راضی ہو جائے

انبیاء کی عید یاد رکھو انبیاء کی ہر روز عید ہوتی ہے دنیا کی کوئی تکلیف انہیں غمگین نہیں کرسکتی۔ اور کوئی رنج ان کی کمر نہیں توڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک۔ ہر ایک انسان پر خصوصاً کام کرنیوالے انسان پر اور پھر خصوصاً مصلح پر بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے خواہ وہ مصلح دنیا کا ہو یا دین کا۔ کام اور فکر کی وجہ سے وہ چور ہو جاتا ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بہت بڑا بوجھ تھا اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے تیرا بوجھ اُٹھا لیا کیوں؟ اسلئے کہ جب تو ہمارا مطیع منقاد اور فرمانبردار ہوگیا تو پھر تجھ پر بوجھ کیوں رہنے دیا جاتا۔ بوجھ تو واقعہ میں ایسا تھا کہ تیری کمر توڑ دیتا۔ اور کوئی اُسے اٹھا نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ایک گھر کا بوجھ اٹھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ لڑائی جھگڑا ہو تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں اب جو جنگ ہو رہی ہے۔ اسکی وجہ سے تمام سلطنتوں کے وزراء گھبرا گئے ہیں کہ کام بہت بڑھ گیا ہے اس لئے انکی مددگار کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسان تھے جو ایک جنگ چھیڑتے ہیں اور سارے جہان کے ساتھ چھیڑتے ہیں۔ آپ صرف اکیلے اور تن تنہا ہیں۔ جن کی نسبت وطن والے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ گلا گھونٹ کر مار دینگے۔ لیکن آپ سارے جہان سے جنگ شروع کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو کہتے ہیں۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ یہود کو کہتے ہیں ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ۔ مجوس کو کہتے ہیں کہ اللہ ہی نور اور ظلمت کو پیدا کرنیوالا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو غلط ہے مشرکین کو فرماتے ہیں۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہٖ ویغفر ما دون ذلک۔ اور گناہ تو خدا تعالیٰ بخشدے گا لیکن جو کچھ تم کرتے ہو یہ ایسا گناہ ہے کہ کبھی نہ بخشا جائیگا غرض تمام دنیا کے مذاہب کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ اور وہ زمانہ کوئی امن کا زمانہ نہیں کہ آج کل کی طرح اپنے گھر بیٹھے جو جی میں آیا کسی کی نسبت کہدیا بلکہ ایسا زمانہ تھا کہ لوگ اپنے خلاف بات سُنکر تلوار اُٹھا لیتے تھے۔ اور آپس کی مخالفت کو تلوار کے ذریعہ مٹانا چاہتے تھے۔ ایسے وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام دنیا کے لوگوں کو علی الاعلان یہ کہنا کہ تم غلطی پر ہو۔ اور تمہارے پاس حق نہیں ہے ساری دنیا سے جنگ چھیڑنا ہے۔ پھر یہ جنگ ایک دن نہیں دو دن نہیں تین دن نہیں بلکہ متواتر ۲۳ سال ہوتی رہتی ہے باوجود اس کے آپ کو دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی ساری عمر میں کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ملال اور رنج کا نشان بھی نہیں دیکھا بلکہ جب کبھی دیکھا تبسم فرماتے ہی دیکھا ہے۔ واقعی آپ کو کیوں رنج ہوتا؟ جبکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نشرح لک صدرک۔ و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک و رفعنا لک ذکرک۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ کہ تمہارا بوجھ تو وہ تھا کہ کمر چور کر دیتا۔ مگر جب تم نے ہماری فرمانبرداری کی تو ہمنے اس کو تم پر سے اسطرح اُٹھایا کہ تمہیں ظاہری خوشی اور خرمی ہی حاصل نہ ہوئی بلکہ ہمنے تمہارے دل کو بھی خوشی کیلئے کھول دیا ہمنے بتایا ہے کہ عید ظاہری خوشی کا سامان ہے جن کے دل مغموم ہوں انہیں خوشی نہیں ہو سکتی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے تو تیرا سینہ کھول دیا ہے۔ اور دل میں بھی خوشی بھر دی ہے۔ بعض غم ایسے ہوتے ہیں جن کا ظاہر پر تو اثر نہیں ہوتا لیکن دل پر ضرور ہو جاتا ہے فرمایا یہاں تو ایسی خوشی ہے۔ اور اللہ کے وعدوں پر ایسا یقین اور بھروسہ ہے کہ کوئی بھی غم نزدیک نہیں آسکتا اور دنیا بھی فکر خوشی کو مکدر نہیں کرسکتا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ ایک کافر آیا۔ اور اس نے آکر آپ کی تلوار اُٹھا کر سونت لی۔ اور زور سے کہا۔ او محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ بجائے اس کے کہ کسی قسم کی گھبراہٹ ظاہر کرتے۔ بڑے اطمینان اور دلجمعی سے فرمانے لگے **اللہ** چونکہ آپنے بغیر کسی گھبراہٹ کے بڑے جلال سے جواب دیا تھا اس لئے اس آدمی کے ہاتھ سے ڈر کے مارے تلوار گر گئی۔ آپنے اُٹھالی اور فرمایا۔ اب تو بتلا کہ تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائیگا؟ اس نے کہا آپ ہی بچائیے اور کون ہے؟ جو مجھے بچا سکے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی سوئے ہوئے کو اچانک جگا دیا جائے تو وہ چونک پڑتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص ڈانٹ کر اور تلوار کھینچ کر کہتا ہے کہ بتاؤ تمہیں کون بچائیگا تو آپ فرماتے ہیں: اللہ بچائیگا۔ ہندوستان کے لوگ تو عموماً اس نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان میں سے اکثروں کو تلوار کے دیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا اگر کسی کے گھر میں چور آن گھسے تو اس کا کہاں تک مقابلہ کیا جاتا ہے۔ بعض تو یہاں تک بزدلی دکھاتے ہیں کہ چور اور ڈاکوؤں کو خود کنجیاں دے کر کہدیتے ہیں کہ فلاں جگہ مال ہے خود نکال لو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ کا اپنی آنکھوں کے سامنے نقشہ کھینچنا آسان نہیں) مگر تم اپنے دلوں میں اس بات کا اندازہ لگاؤ کہ ایک کافر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

قتل کرنے کے ارادہ سے آتا ہے۔ اور تلوار کھینچ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اس پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ اس کی تمام طاقتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ اور عاجز و درماندہ ہو کر جان بخشی کا خواہاں ہوتا ہے تو یہ وہ بات ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نشرح لك صدرك اور فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ بھلا تجھے کوئی کیا دکھ اور تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ اگر کوئی تجھے ایک رنج پہنچائے۔ تو ہم دو خوشیاں دینگے پس فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب۔ تجھے چاہیئے کہ اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے۔ کیونکہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تیری رات بھی خوشی میں اور دن بھی خوشی میں گذرتا ہو۔

پس تمہارے لئے عیدین خوشی حاصل کرنے کے لئے نمائش کے طور پر ہیں تا خدا کو راضی کر لو اور تمہارے لئے ہر وقت عید ہو۔ چنانچہ دیکھو صحابہ کرام نے خدا تعالیٰ کو راضی کیا ان کے لئے کیسی عیدیں ہوئیں۔

صحابہ کی عید

صحابہ وہ لوگ تھے جنہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ اور جنہیں ملتا تھا وہ وہ لوگ تھے جو جو کا آٹا کھاتے اور وہ بھی چھنا ہوا نہیں ہوتا تھا۔ اب اگر کسی کو جو کی روٹی دیجائے تو ناراض ہو جائے۔ مگر انکی یہ حالت تھی۔ کہ جو کا آٹا کھاتے اور بے چھنا کھاتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ سے ایک عورت نے پوچھا کہ کیا آپکے زمانہ میں چھلنیاں ہوتی تھیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اس طرح کیا جاتا تھا کہ پتھر پر جو رکھ کر کوٹ لئے جاتے تھے۔ اور پھونک کر صاف کر لیتے۔ اور روٹی پکا لیتے تھے۔ لیکن انہی لوگوں کو خدا تعالیٰ نے وہ ترقیاں دیں۔ اور وہ عید کے دن دکھائے کہ دنیا میں کسی نے دیکھے اور نہ دیکھیگا۔ جس طرف جاتے۔ کامیابی اور فتح پہلے ہی تیار رہتی لاکھوں انسان مقابلہ کے لئے آتے۔ مگر صحابہ پہاڑ کی طرح کھڑے رہتے۔ اور جس کسی نے ان سے سر مارا خود پاش پاش ہو گیا۔ قیصر و کسریٰ ٹڈی دل لشکر کے ساتھ آئے مگر جس طرح ایک بوسیدہ کپڑا پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے لشکروں کا حال ہوا۔ اور وہ زبردست ستون جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا تھا اُسے کوئی نہ ہلا سکا۔ یہی صحابہ ایک دوسرے کو اپنی پہلی حالت سناتے ہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں بھوک کی وجہ سے گر پڑا کرتا تھا۔ اور لوگ یہ سمجھ کر کہ اسے مرگی ہو گئی ہے علاج کے طور پر جوتیاں مارا کرتے تھے۔ پھر کہتے ہیں جب میں مسلمان ہو گیا تو ایک دن جب سخت بھوک لگی تو میں قرآن شریف کی ایک آیت جس میں بھوکوں کو کھانا کھلانے کا ذکر ہے ابوبکرؓ کے پاس اس کا مطلب پوچھنے کے لئے لے گیا جس سے میری یہ غرض تھی کہ وہ سمجھ جائینگے کہ میں بھوکا ہوں۔ تو کھانا کھلا دینگے (صحابہ کرام سوال کرنے سے بڑی نفرت کرتے تھے مگر آج کل یہ بات بُری نہیں سمجھی جاتی) لیکن وہ مطلب بتا کر آگے چلے گئے۔ پھر اسی آیت کو لیکر میں عمرؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے بھی مطلب بتا دیا اور چل دیئے۔ ابوہریرہ بڑے غصہ ہو کر کہتے ہیں۔ میں اس آیت کے معنے ان سے کچھ کم نہ جانتا تھا میری غرض تو یہی تھی کہ کچھ کھلا دیں لیکن وہ اس بات کو نہ سمجھے۔ پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے آپنے خود بخود ہی فرمایا۔ ابوہریرہ تمہیں بھوک لگی ہوئی ہے۔ یہ ایک دودھ کا بھرا ہوا پیالہ ہے لو اور مسجد میں جس قدر بھوکے ہیں انہیں بھی بُلا لاؤ ابوہریرہ کہتے ہیں۔ مجھے یہ بات ناگوار تو گذری۔ کیونکہ مجھے بڑی سخت بھوک لگی تھی۔ میں نے کہا کہ اگر مجھے ہی مل جاتا تو کچھ سیری ہو جاتی۔ لیکن میں تعمیل ارشاد کے لئے گیا۔ اور سب کو بُلا لایا۔ میں نے سمجھا کہ آپ پہلے مجھے ہی پیالہ دینگے۔ میں اچھی طرح پی لونگا۔ مگر جب وہ آدمی آئے تو آپنے ایک کو کہا کہ لو پیو اس نے پیا۔ پھر دوسرے نے پھر تیسرے نے حتّٰی کہ سات آدمی تھے ساتوں نے پیا۔ بعد میں آپنے مجھے فرمایا کہ تم پیو۔ میں نے پیا۔ جب سیر ہو چکا تو آپ نے فرمایا پھر پیو میں نے پیا پھر آپ نے فرمایا پیو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اب تو ناخنوں سے باہر نکلنے لگا ہے اس وقت آپنے پیالہ لے لیا اور سب کا بچا ہوا دودھ خود پیا تو یہ حالت تھی مگر خدا تعالیٰ کی اطاعت کا یہ نتیجہ نکلا کہ کسریٰ کا وہ شاہی لباس جسے وہ دربار کے وقت پہنا کرتا تھا جب مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو اس میں سے ایک رومال ابوہریرہ کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے اس میں تھوکا اور کہا واہ ابوہریرہ تجھ پر ایک وہ وقت تھا۔ جبکہ تو بھوک کے مارے گرا کرتا تھا۔ اور لوگ جوتیاں مارتے تھے۔ لیکن ایک یہ وقت ہے کہ کسریٰ کے رومال میں تھوکتا ہے۔

مجھے ایک فرانسیسی مورخ کی ایک بات پڑھ کر بڑا لطف آیا۔ وہ اسلامی تاریخ لکھتے لکھتے لکھتا ہے کہ لئے ناظرین ذرا غور تو کرو۔ مجھے اس بات میں بڑا مزا آرہا ہے کہ سر ننگے پاؤں سے ننگے۔ پیٹ سے خالی۔ اکثر ان پڑھ ایک کچی مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے جس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی ہے کیا باتیں کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ قیصر کے مقابلہ کے لئے کسے بھیجا جائے۔ کسریٰ کو کس طرح تباہ کیا جائے۔ میں حیران ہوں کہ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کہاں اور کس حالت میں ہیں لیکن باتیں کیا کرتے ہیں۔ اور جب یہ باتیں کر کے اٹھتے ہیں تو سب کچھ جگا دیتے ہیں۔ اس مورخ کو یہ واقعہ لکھ کر بڑا مزا آیا لیکن مجھے اس کی تحریر سے مزا آیا کہ گو ایک دوسرے مذہب کا ہے مگر اس کا دل گواہی دے رہا ہے کہ ان لوگوں میں ایسی قوتیں اور طاقتیں تھیں جو اور کسی قوم میں نظر نہیں آتیں۔

حقیقی عید کیا ہے؟

پس عید جو ہوا کرتی ہے۔ دل کی خوشی ہوتی ہے۔ یہ جو بناوٹی عیدیں ہیں۔ گو ایک حد تک فائدہ دیتی ہیں مگر عید وہی ہے جو دل کی خوشی کی ہو۔ اور دل کی خوشی اطمینان قلب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور دل کا اطمینان سوائے اس کے نہیں ہو سکتا کہ خوف نہ ہو۔ اور خوف سے اس وقت تک انسان محفوظ نہیں ہو سکتا جب تک یہ یقین نہ ہو کہ میرا ایسا پہرہ دار ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ پہرہ دار خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اس لئے حقیقی عید یہی ہے کہ انسان کو یقین ہو جائے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو گیا ہے یہ عیدین نمائش اور نمونہ کے طور پر ہیں۔ ان سے بھی عید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو کسی وقت انسان سے جدا نہیں ہوتی نہ دن کو نہ رات کو نہ اٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے۔ جسکو یہ نصیب ہو جائے اسکی نسبت سچ طور پر یہ کہا جا سکتا کہ

ہر روز روزِ عید است ہر شب شب برات

ایسے انسان کی حالت ہر وقت خوشی۔ یقین اور اطمینان کی ہوتی ہے ہمارے لئے بھی یہی سچی عید ہے۔ پہلوں کے لئے بھی یہی تھی۔ اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی یہی ہوگی۔ خدا تعالیٰ ہمارے لئے پہلوں کی طرح ہی کرے اور ہماری کمزوریوں کو دور کر دے ورنہ جب تک وہ حقیقی عید نہ آئے یہ عیدین اسی طرح کی ہیں جس طرح کسی بیمار کو عارضی طور پر آرام پہنچانے کے لئے کوکین دی جائے۔ کیونکہ حقیقی خوشی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے

Digtized by Khilafat Library

جبکہ حقیقی رنج دور ہو۔ اور یہ دور ہو نہیں سکتا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے۔ کہ خدا میرے ساتھ ہے۔

خدا تعالےٰ ہماری کمزوریوں دکھوں لڑائی جھگڑوں اور فسادوں کو دور کر کے حقیقی عید کرائے تا ہمارے لئے ہر وقت عید ہو اور وہ غم جو خوشی کو دور اور کمروں کو چور کر دینے والے ہیں۔ انکو دفع کر کے ہمارے لئے ہر گھڑی عید یعنی راحت اور آرام بہم کرے۔ آمین۔

دعوت الی الخیر

انگلستان

خلاصہ خط چودری فتح محمد صاحب مورخہ ۲۹ جولائی بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔

سیدی و مولائی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

۲۲ جولائی کو بروز جمعہ مجلس موسومہ Higher thoughts Circle (حلقہ احباب عالی خیال) میں میرا لیکچر بفضل خدا بڑی کامیابی سے ہوا۔ میں اکثر اپنے لیکچروں کے بعد سامعین کو سوالوں کا موقعہ دیتا کیا۔ لیکن اس دفعہ حاضرین میں سے کسی نے کوئی سوال نہیں کئے۔ سوسائٹی کے سکرٹری صاحب سے لیکچر کے بعد بھی ملاقات ہوئی۔ اثنا گفتگو میں آئندہ لیکچروں کے متعلق بھی ذکر ہوا۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی سوسائٹی کی تمام شاخوں میں میرے لیکچروں کی تحریک کرینگے۔

لیکچر کے بعد نمونہ قرآن شریف کے اوراق۔ اور ٹریکٹ موسومہ Warning (انتباہ) جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی درج ہے۔ مع دیگر اشتہارات و رسالہ جات متعلقہ سلسلہ عالیہ کی موجودہ کاپیاں حاضرین میں تقسیم کی گئیں۔ اور بعض لوگوں کے ایڈریس دیتے بھی لکھ لئے گئے تاکہ ان کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو سکے۔ اس کے بعد وکسن وغیرہ مقامات میں جانیکا ارادہ ہے۔ مگر کتابوں کی چھپائی ہو رہی ہے بہذا اسوقت لندن چھوڑ کر کہیں جا نہیں ہو سکتا۔ کتاب ٹیچنگز آف اسلام کا ترجمہ اور رسالہ Prophecies that all men should Know (پیشگوئیاں جن کا سب کو علم ہونا چاہئے) اور فرانسیسی زبان میں اور ٹریکٹ موسومہ from faith to certainty

انگریزی میں یہ تین کتب فی الحال زیر طبع ہیں۔ امید ہے کہ تین ہفتہ تک ان سے فارغ ہو جاؤنگا۔ انشاء اللہ۔ والسلام۔

(خاکسار فتح محمد)

فرانس

مکرمی منشی عبد الرحیم صاحب کلرک کیمپ پوسٹ آفس فرانس کی پہلی چٹھی میں جس نو مسلم احمدی دوست مسی مسٹر سی۔ ایس سلیش کے خط کا ذکر تھا وہ انہیں لکھتے ہیں۔

افسوس کہ میں بوجہ کم فرصتی قبل ازیں تحریر جواب سے قاصر رہا جار شلنگ ترجمہ ٹیچنگز آف اسلام لنڈن کی اعانت میں بھیجتا ہوں۔ ارادہ تو اس سے کچھ زیادہ بھیجنے کا تھا۔ مگر تنخواہ میں اس دفعہ کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے امید ہے کہ انشاء اللہ بعد میں کچھ اور دے سکونگا۔ شاید میں اگلے مہینے جزیرہ مالٹا کو روانہ ہو جاؤنگا۔ مگر ابھی وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے واسطے مضمون لکھنے کی کوشش میں ہوں۔ ... ... زیادہ کیا لکھوں بجز اس کے کہ جماعت احمدیہ کے واسطے خدا کے حضور دست بدعا ہوں اور حضرت احمد علیہ السلام کی روح پر ہر شب درود بھیجتا ہوں۔

والسلام راقم آپکا مخلص

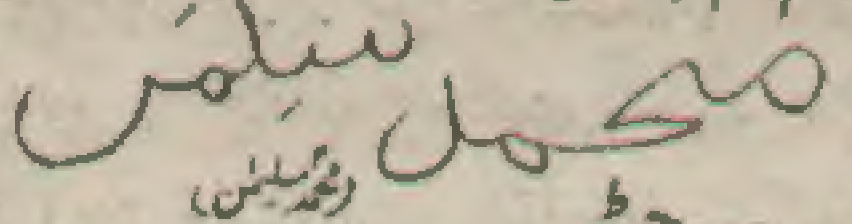

(محمد سلیمان)

دوسری چٹھی

مورخہ ۲۰ جون ہے جو دراصل پہلی ہے مگر اسکا ترجمہ قبل ازیں ہدیہ ناظرین نہیں ہو سکا۔ یہی نو مسلم احمدی دوست برادرم منشی صاحب موصوف کو لکھتے ہیں۔

پیارے بھائی۔ سلام۔ تمہارے خط سے مجھے خوشی ہوئی اور (حضرت احمد سلام علیہ و علی خلفائہ) کے ساتھ تمہاری عقیدت کا میں دل سے مداح ہوں۔ میرے خیال میں تم جانتے ہو کہ میں خود بھی **احمدی** ہوں میں نے حضرت احمد قادیانی کی کچھ تحریرات پڑھی ہیں۔ اور جو نمونہ میں نے آپ کے ایک پیرو مسٹر فتح محمد سیال کا دیکھا ہے اس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ وہ فی الواقعہ ایک پرافٹ (نبی اللہ) تھے مجھے اس کی بھی خوشی ہے کہ ٹیچنگز آف اسلام کا فرنچ ترجمہ ہو رہا ہے افسوس میں ایک غریب آدمی ہوں ورنہ اس کارخیر میں بہت کچھ دیتا مگر خیر انشاء اللہ تھوڑا ہی سہی۔ جو اگلے ہفتے بھیجدونگا اور میرے خیال میں وہ قابل قبول ہوگا۔ میں فوجی خدمت میں ضا

برکات خلافت

اس نام سے وہ معرکۃ الآرا تقریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تقریر چھپ کر تیار ہو گئی ہے بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ انجمن ترقی اسلام نے شائع کی ہے چونکہ جماعت کی عملی زندگی کے متعلق ہدایات اور اعلیٰ نکات کا مجموعہ ہے اس لئے ہر ایک احمدی کو خریدنا چاہئے قیمت ۴ر ہے جو بالکل واجبی ہے۔

دوائے مقوی

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کی نہایت ہی مجرب ہے۔ جو نزلہ زکام۔ ضعف۔ اعضائے رئیسہ و اختلاج قلب اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ بیدی کشتہ جریان ہے جو کثرت سے فروخت ہوتا رہا ہے قیمت ۲ر نیز فتیلہ

المشتہر خاکسار بدرالدین احمدی قادیان (الحمد دائم)

امام الزمان

مرسل یزدانی حضرت مسیح موعود کی تصانیف و دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میرے یہاں ہوتی ہیں آرڈر آنے پر فوراً تعمیل کی جاتی ہے

محمد یمین احمدی تاجر کتب قادیان

احمدی موٹر ڈرائور

ایک احمدی نوجوان موٹر ڈرائوری کا کام جانتا ہے اور لائسنس و سند یافتہ ہے۔ احباب اس کی ملازمت کا کہیں بندوبست کرا سکیں تو اس میں جلد تبلیغ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ معرفت

الفضل قادیان خط و کتابت ہو۔

نکاح ثانی

کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے کیونکہ میری پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ محکمہ انکمٹیکس میں ملازم ہوں۔ عمر ۳۴ سال کے قریب ہو چکی ہے۔ مزید حالات دریافت کرنے ہوں تو پتہ ذیل پر مطلع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار بندہ عبداللہ خان دکٹیکس ڈسپنسری پنجاب لاہور